مرثیہ ۹

رخصت حضرت عبّاس علیہ السّلام

حیدر سا بہادر کوئی ہوگا نہ ہوا ہے | ہاں حضرتِ عبّاسؑ کو کہیے تو بجا ہے
ان کو بھی وہی زور وہی رعب ملا ہے | یہ ایک شرف شیرِ خدا سے بھی سوا ہے

سقّائی کا عہدہ تو علیؑ کو نہ مِلا تھا
لیکن کوئی سقّا کہیں پیاسا نہ سُنا تھا

اللہ رے وفاداریِ شیدائے سکینہؑ | کوثر کی تمنّا میں ہے سقّائے سکینہؑ
کہتا ہے کہ کیوں ہم کو نہ شرم آئے سکینہؑ | دو دن تجھیں پانی نہ ملا ہائے سکینہؑ

بی بی کے لیے بیچ کے سر لائیں گے پانی
ہم جا کے ابھی نہر سے بھر لائیں گے پانی

گھبرا کے وہ بولی کہ سر آنکھوں پہ یہ شفقت | مجکو تو کسی سے کوئی شکوہ نہ شکایت
کیوں ہے یہ ملال آپ کو کیوں شرم و ندامت | اچھی ہوں مجھے تو کوئی صدمہ نہ اذیت

دریا سے تو پھر آئیے گا مجکو یقیں ہے
رہنے بھی دیں یہ پیار، مجھے پیاس نہیں ہے

فرمایا کہ ہم کیا تمھیں تڑپائیں گے بی بی | دریا کے سوا اور کہاں جائیں گے بی بی
زندہ ہیں تو کیوں پھر کے نہ ہم آئیں گے بی بی | کیا مشک کا بھرنا، ابھی بھر لائیں گے بی بی
پانی نہ منگاؤ گی تو بچے نہ جئیں گے
ہاں دیکھو سکینہؑ علی اصغرؑ نہ جئیں گے

رو کر کہا جلد آپ جو پھر آئیں تو جائیں | واں جا کے بھتیجی کو نہ تڑپائیں تو جائیں
اصغرؑ کو فراموش نہ فرمائیں تو جائیں | دریا سے نہ بڑھنے کی قسم کھائیں تو جائیں
ہاں آپ کے تیور سے یہ پہچان گئی ہوں
کوثر پہ چلے جائیں گے میں جان گئی ہوں

فرمایا کہ دریا پہ نہ جائیں تو قسم لو | واں سے قدم آگے جو بڑھائیں تو قسم لو
بیماری کو اگر دل سے بھلائیں تو قسم لو | بے آب یہ گھر ہیں ہم آئیں تو قسم لو
آئندہ اب ایسے سخنِ یاس نہ کہنا
مشکیزہ نہ بھر لائیں تو عبّاسؑ نہ کہنا

یہ سن کے جو سوکھی ہوئی اک مشک وہ لائی | عبّاسِ علمدار نے کاندھے سے لگائی
سقّا جو بنا دلبرِ زہراؑ کا فدائی | رو کر کہا زینبؑ نے کہ ہے ہے مرا بھائی
انجام سنا کے ہمیں ناشاد کیا تھا
بابا نے دمِ مرگ یہ دن یاد کیا تھا

عباسؑ نے رخ کر کے سوئے دخترِ حیدرؑ | کی عرض ہمیں یاد ہے وہ وقت وہ منظر
فرمایا تھا ہم سے بھی یہ بابا نے مکرّر | اک دن مرے شبیرؑ کو گھیریں گے ستمگر
بھائی پہ فدا ہو جیو تم میری طرف سے
ہم شانِ وفا دیکھنے آئیں گے نجف سے

سینے میں تڑپتی ہے اسی دن سے یہ حسرت | امّاں نے بھی ہنگام سفر رو کے بمنت
فرمائی تھی ہم کو یہ قسم دے کے ہدایت | زہراؑ کے غزادے پہ اگر آئے مصیبت
حق شہؑ کی غلامی کا ادا کیجیو عباسؑ
خوں اُن کے پسینے پہ گرا دیجیو عباسؑ

اب خیر سے جائیں جو وطن شاہ کی خواہر | اور حال مرا آپ سے پوچھیں مری مادر
کہیے گا کہ خادم علم و مشک اُٹھا کر | قربان ہوا آپ کی بی بی کے پسر پر
خوشنود کیا روحِ یدُ اللہؑ و نبیؐ کو
اب دودھ بحل کیجیے عباسِؑ علیؑ کو

روئیں یہ سخن سُن کے بہت زینبؑ ناچار | تسلیم بجا لا کے چلے رَن کو علمدارؑ
زوجہ سے یہ آہستہ کہا اے مری غمخوار | ہم پھر کے نہ اب آئیں گے بچّوں سے خبردار
گھر بار تمھارا شہِ ذی جاہ کو سونپا
وہ بولیں سدھارو تمھیں اللہ کو سونپا

جاتے ہو مگر اک یہ گذارش نہ بھلانا | گر مشک اٹھائی ہے تو پھر بھر کے بھی لانا
شمرِ ستم ایجاد کی باتوں میں نہ آنا | وہ دشمنِ ایماں ہے، شرارت میں یگانا
کاہے کو سُنیں آپ سخن ایسے شقی کا
سُنتی ہوں وہ قاتل ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کا

مکّار ہے وہ مکر کی تقریر کرے گا | بے دیں ہے نہ پاسِ شہِ دلگیر کرے گا
تم شاہ سے چھٹ جاؤ یہ تدبیر کرے گا | بیکس اُنھیں کر کے تہِ شمشیر کرے گا
گر تم نے کلام اُس سے کیا فوج کی صف میں
حیدرؑ سے گلہ کرنے میں جاؤں گی نجف میں

ان باتوں سے مسرور ہوا شاہ کا یاور | شاباش کہا اور چلا گھر سے وہ صفدر
ڈیوڑھی پہ جو دیکھا شہِ بیکس کو کھلے سر | بس ڈر کے قدموں پہ گرا دلبرِ حیدرؑ
شہؑ نے کہا کیوں قدموں پہ سر دھرتے ہو بھائی
مر جائے گا مظلوم یہ کیا کرتے ہو بھائی

کی عرض کہ تقریر کا یارا نہیں مولا | گو آپ سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں مولا
بچّے ہوں تلف یہ بھی گوارا نہیں مولا | نادان کی ہٹ سے کوئی چارا نہیں مولا
اب نہر پہ جاؤں یہ تقاضائے وفا ہے
خود مجھکو سکینہؑ نے یہ مشکیزہ دیا ہے

شہ بولے مرے راحتِ جاں ثانیٔ حیدرؑ | طاقت مرے بازو میں تمھیں سے ہے برادر
پانی کے بہانے سے چلے جانبِ کوثر | جھک جائے گی بیکس کی کمر تم سے بچھڑ کر

مشکیزہ تو بھر لاؤ گے تم مجھ کو یقیں ہے
پانی مگر اس نہر کا قسمت میں نہیں ہے

قسمت سے مرا زور ہے کیا جاؤ سدھارو | جو خالقِ اکبر کی رضا، جاؤ سدھارو
بیکس کا بھی مالک ہے خدا جاؤ سدھارو | قدموں سے اٹھو، صبر کیا، جاؤ سدھارو

کیا تم کو خبر، دل کا جو اب حال ہے عبّاسؑ
زہراؑ کی ندا آئی مرا لال ہے عبّاسؑ

وفا پسند!

دنیا وفا پسند ہے، دیں ہے وفا پسند | سجدہ وفا پسند، جبیں ہے وفا پسند
کوئی بھی ہو جہاں میں کہیں، ہے وفا پسند | دعوے کی حد میں کون نہیں ہے وفا پسند

وہ ایک ہی ہے جس سے ہے قائم وفا کا نام
عبّاسؑ اُس کا نام ہے۔ آگے خدا کا نام